1

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری

الرحیق المختوم

سیرت نبوی پر دنیا بھر میں اول انعام حاصل کرنے والی کتاب

المکتبۃ السلفیۃ لاہور

تبلیغ کا حکم اور اُس کے مُضمرات

سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات — یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ سے وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ تک۔ میں نبی ﷺ کو کئی حکم دیئے گئے ہیں جو بظاہر تو بہت مختصر اور سادہ ہیں لیکن حقیقۃً بڑے دُور رَس مقاصد پر مشتمل ہیں اور حقائق پر ان کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں چنانچہ :

۱۔ اِنذار کی آخری منزل یہ ہے کہ عالمِ وجود میں اللہ کی مرضی کے خلاف جو بھی چل رہا ہو اسے اس کے پُرخطر انجام سے آگاہ کر دیا جائے اور وہ بھی اس طرح کہ عذاب الٰہی کے خوف سے اس کے دل و دماغ میں ہلچل اور اتھل پتھل مچ جائے۔

۲۔ رَب کی بڑائی و کبریائی بجالانے کی آخری منزل یہ ہے کہ رُوئے زمین پر کسی اور کی کبریائی برقرار نہ رہنے دی جائے۔ بلکہ اس کی شوکت توڑ دی جائے، اور اسے اُلٹ کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ روئے زمین پر صرف اللہ کی بڑائی باقی رہے۔

۳۔ کپڑے کی پاکی اور گندگی سے دُوری کی آخری منزل یہ ہے کہ ظاہر و باطن کی پاکی اور تمام شوائب و آلوائش سے نفس کی صفائی کے سلسلے میں اس حدِ کمال کو پہنچ جائیں جو اللہ کی رحمت کے گھنے سائے میں اس کی حفاظت و نگہداشت اور ہدایت و نور کے تحت ممکن ہے، یہاں تک کہ انسانی معاشرے کا ایسا اعلیٰ ترین نمونہ بن جائیں کہ آپ کی طرف تمام قلبِ سلیم کھنچتے چلے جائیں اور آپ کی ہَیبت و عظمت کا احساس تمام کج دلوں کو ہو جائے اور اس طرح ساری دنیا موافقت یا مخالفت میں آپ کے گرد مرتکز ہو جائے۔

۴۔ احسان کر کے اس پر کثرت نہ چاہنے کی آخری منزل یہ ہے کہ اپنی جد وجہد اور کارناموں کو بڑائی اور اہمیت نہ دیں بلکہ ایک کے بعد دوسرے عمل کے لیے جد وجہد کرتے جائیں۔ اور بڑے پیمانے پر قربانی اور جہد و مشقت کر کے اسے اس معنی میں فراموش کرتے جائیں کہ یہ ہمارا کوئی کارنامہ ہے۔ یعنی اللہ کی یاد اور اس کے سامنے جوابدہی کا احساس اپنی جُہد و مشقت کے احساس پر غالب رہے۔

۵۔ آخری آیت میں اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف دعوت کا کام شروع کرنے کے بعد معاندین کی

جانب سے مخالفت، استہزاء، ہنسی اور ٹھٹھے کی شکلوں میں ایذا رسانی سے لے کر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے اور آپ کے گرد جمع ہونے والے اہلِ ایمان کو نیست و نابود کرنے تک کی بھرپور کوششیں ہوں گی اور آپ کو ان سب سے سابقہ پیش آئے گا۔ اس صورت میں آپ کو بڑی پامردی اور پختگی سے صبر کرنا ہوگا۔ وہ بھی اس لیے نہیں کہ اس صبر کے بدلے کسی حظِ نفسانی کے حصول کی توقع ہو۔ بلکہ محض اپنے رب کی مرضی اور اس کے دین کی سربلندی کے لیے۔ (وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ)

اللہ اکبر! یہ احکامات اپنی ظاہری شکل میں کتنے سادہ اور مختصر ہیں اور ان کے الفاظ کی بندش کتنی پرسکون اور پرکشش نغمگی لیے ہوئے ہے۔ لیکن عمل اور مقصد کے لحاظ سے یہ احکامات کتنے بھاری کتنے باعظمت اور کتنے سخت ہیں اور ان کے نتیجے میں کتنی سخت چوکھی آندھی بپا ہوگی جو ساری دنیا کے گوشے گوشے کو ہلا کر اور ایک کو دوسرے سے گتھم گتھا کر کے رکھ دے گی۔

ان ہی مذکورہ آیات میں دعوت و تبلیغ کا مواد بھی موجود ہے۔ انذار کا مطلب ہی یہ ہے کہ بنی آدم کے کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا انجام بُرا ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اس دنیا میں لوگوں کو نہ تو ان کے سارے اعمال کا بدلہ دیا جاتا ہے اور نہ دیا جا سکتا ہے، اس لیے انذار کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ دنیا کے دنوں کے علاوہ ایک دن ایسا بھی ہونا چاہیئے جس میں ہر عمل کا پورا پورا اور ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جا سکے۔ یہی قیامت کا دن، جزاء کا دن اور بدلے کا دن ہے۔ پھر اس دن بدلہ دیئے جانے کا لازمی تقاضا ہے کہ ہم دنیا میں جو زندگی گزار رہے ہیں اس کے علاوہ بھی ایک زندگی ہو۔

بقیہ آیات میں بندوں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ توحید خالص اختیار کریں۔ اپنے سارے معاملات اللہ کو سونپ دیں۔ اور اللہ کی مرضی پر نفس کی خواہش اور لوگوں کی مرضی کو تج دیں۔ اس طرح دعوت و تبلیغ کے مواد کا خلاصہ یہ ہوا:

(الف) توحید

(ب) یوم آخرت پر ایمان

(ج) تزکیۂ نفس کا اہتمام یعنی انجامِ بد تک لے جانے والے گندے اور فحش کاموں سے پرہیز اور فضائل و کمالات اور اعمالِ خیر پر کاربند ہونے کی کوشش۔

(د) اپنے سارے معاملات کی اللہ کو حوالگی و سپردگی۔

(ھ) پھر اس سلسلے کی آخری کڑی یہ ہے کہ یہ سب کچھ نبی ﷺ کی رسالت پر ایمان لاکر آپ

کی باعظمت قیادت اور رشد و ہدایت سے لبریز فرمودات کی روشنی میں انجام دیا جائے۔

پھر ان آیات کا مطلعَ اللہ بزرگ و برتر کی آواز میں ایک آسمانی نداء پر مشتمل ہے۔جس میں نبی ﷺ کو اس عظیم و جلیل کام کے لیے اٹھنے اور نیند کی چادر پوشی اور بستر کی گرمی سے نکل کر جہاد و کفاح اور سعی و مشقت کے میدان میں آنے کے لیے کہا گیا ہے۔ یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ○ قُمْ فَاَنْذِرْ○ (۲/۱،۷۴) اے چادر پوش اُٹھ اور ڈرا، گویا یہ کہا جا رہا ہے کہ جسے اپنے لیے جینا ہے وہ تو راحت کی زندگی گزار سکتا ہے۔ لیکن آپ جو اس زبردست بوجھ کو اٹھا رہے ہیں، تو آپ کو نیند سے کیا تعلق؟ آپ کو راحت سے کیا سروکار؟ آپ کو گرم بستر سے کیا مطلب؟ پرسکون زندگی سے کیا نسبت؟ راحت بخش ساز و سامان سے کیا واسطہ؟ آپ اُٹھ جائیے اس کارِ عظیم کے لیے جو آپ کا منتظر ہے۔اس بارِ گراں کے لیے جو آپ کی خاطر تیار ہے۔ اُٹھ جائیے جہد و مشقت کے لیے، تکان اور محنت کے لیے اٹھ جائیے! کہ اب نیند اور راحت کا وقت گزر چکا، اب آج سے پیہم بیداری ہے اور طویل و پُر مشقت جہاد ہے اُٹھ جائیے! اور اس کام کے لیے مستعد اور تیار ہو جائیے ــــ

یہ بڑا عظیم اور پُر ہیبت کلمہ ہے۔اس نے نبی ﷺ کو پُر سکون گھر، گرم آغوش اور نرم بستر سے کھینچ کر تند طوفانوں اور تیز جھکڑوں کے درمیان اتھاہ سمندر میں پھینک دیا اور لوگوں کے ضمیر اور زندگی کے حقائق کی کشاکش کے درمیان لا کھڑا کیا۔

پھر ـــــ رسول ﷺ اُٹھ گئے اور بیس سال سے زیادہ عرصے تک اُٹھے رہے۔ راحت و سکون تج دیا۔ زندگی اپنے لیے اور اہل و عیال کے لیے نہ رہی۔ آپ اُٹھے تو اٹھے ہی رہے۔ کام اللہ کی طرف دعوت دینا تھا۔ آپ نے یہ کمر توڑ بارِ گراں اپنے شانے پر کسی دباؤ کے بغیر اٹھا لیا۔ یہ بوجھ تھا اس روئے زمین پر امانتِ کُبریٰ کا بوجھ۔ ساری انسانیت کا بوجھ، سارے عقیدے کا بوجھ اور مختلف میدانوں میں جہاد و دفاع کا بوجھ۔ آپ نے بیس سال سے زیادہ عرصے تک پیہم اور ہمہ گیر معرکہ آرائی میں زندگی بسر کی اور اس پورے عرصے میں یعنی جب سے آپ نے وہ آسمانی ندائے جلیل سُنی اور یہ گراں بار ذمہ داری پائی آپ کو کوئی ایک حالت کسی دوسری حالت سے غافل نہ کر سکی۔ اللہ آپ کو ہماری طرف سے اور ساری انسانیت کی طرف سے بہترین جزا دے [۱۳]

اگلے صفحات رسول اللہ ﷺ کے اسی طویل اور پُر مشقت جہاد کا ایک مختصر سا خاکہ ہیں۔

---

[۱۳] فی ظلال القرآن سورہ مزمل و مدثر پارہ ۲۹: ۱۶۸ تا ۱۷۱ و ۱۸۲

دعوت کے اَدْوار و مَراحِل

ہم نبی ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں جو ایک دوسرے سے مکمل طور پہ نمایاں اور ممتاز تھے۔ وہ دونوں حصے یہ ہیں:

۱۔ مکّی زندگی ــــ تقریباً تیرہ سال

۲۔ مدنی زندگی ــــ دس سال

پھر ان میں سے ہر حصہ کئی مرحلوں پہ مشتمل ہے اور یہ مرحلے بھی اپنی خصوصیات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف اور ممتاز ہیں۔ اس کا اندازہ آپؐ کی پیغمبرانہ زندگی کے دونوں حصوں میں پیش آنے والے مختلف حالات کا گہرائی سے جائزہ لینے کے بعد ہو سکتا ہے۔

مکّی زندگی تین مرحلوں پہ مشتمل تھی

۱۔ پسِ پردہ دعوت کا مرحلہ ــــ تین برس ــــ

۲۔ اہلِ مکہ میں کھُلم کھلا دعوت وتبلیغ کا مرحلہ ــــ چوتھے سال نبوت کے آغاز سے دسویں سال کے اواخر تک۔

۳۔ مکہ کے باہر اسلام کی دعوت کی مقبولیت اور پھیلاؤ کا مرحلہ ــــ دسویں سالِ نبوت کے اواخر سے ہجرت مدینہ تک۔

مدنی زندگی کے مراحل کی تفصیل اپنی جگہ آرہی ہے۔